السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

آج کل ہر شہر اور قصبہ میں کارکنان جمعیت اہل حدیث اور مرکزالدعوۃ میں مختلف مسائل پر چپقلش چل رہی ہے۔ ہر فریق اپنے اپنے جماعتی جریدہ کے مسائل کو حتمی سمجھ کر دوسرے کو غلط قرار دے رہا ہے۔ عیدالاضحی کے موقع پر مرکزالدعوۃ کے لڑکوں نے جہاد کے نام پر قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنے کی مہم چلائی۔ ہمارے قریبی شہر کے ایک عالم نے کہا کہ قربانی کی کھالوں کے حق دار مقامی غریب اور مسکین لوگ ہیں۔ یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مساکین کا حق چھین کر آپ کشمیری مجاہدین کے حوالے کردیں، کشمیری مجاہدوں کی مدد کرنی ہے تو اصل مال سے کریں۔ اور مرکزالدعوۃ کے لڑکوں کے سپرد کرنے کی بجائے مہاجرین اور مجاہدین کو خود دے کر آئیں۔ مرکزالدعوۃ کے کارکنوں نے شور مچا دیا کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں۔ مدارس نے آج تک کیا کیا ہے۔ اصل کام تو جہاد ہے جس سے یہ لوگ بھاگتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب آپ سے گزارش ہے کہ بغیر کسی کی رعایت کرتے ہوئے قرآن وسنت کی رُو سے اس مسئلہ کی وضاحت کریں کہ قربانی کی کھالوں کے اصل حق دار کون ہیں؟ کیا نبی ﷺ کے زمانہ میں فطرانہ، صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ اور (کھالیں اکٹھی کرکے مجاہدوں کو دی جاتی تھیں؟ (اے ٹی سلفی، بورے والا) (۴ اگست ۱۹۹۵ء

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

صدقہ خیرات کے اصل مستحق مقامی فقراء ومساکین ہیں چنانچہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ''زادالمعاد'' (۴۶/۳) میں فرماتے ہیں

''جس کا حاصل یہ ہے کہ قوم تجیب کے قاصد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ صدقات بھی لیتے آئے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان کی عزت کی اور فرمایا کہ ان صدقات کو اپنے فقیروں میں تقسیم کردو۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے فقیروں سے جو کچھ بچا ہے وہی لائے ہیں۔''

اور حدیث میں ہے:

'فَأَخبِرهُم اَنَّ اللّٰهَ قَد فَرَضَ عَلَيهِم صَدَقَةً تُؤخَذُ مِن أَغنِيَائِهِم فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِم۔' (متفق عليه، صحيح البخارى، بَابُ أَخذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الأَغنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الفُقَرَاءِ حَيثُ كَانُوا، رقم: ۱۴۹۶، صحيح مسلم، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإِسلام، رقم: ۱۹)

''نبی ﷺ نے فرمایا، معاذ اہل یمن کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے محتاجوں پر اسے لوٹایا جائے۔''

اس حدیث سے اس امر کی تائید لی جا سکتی ہے۔

(قَالَ الاِسمَاعِيلىُّ ظَاهِرُ (حَدِيثِ البَابِ أَنَّ الصَّدَقَةَ تُرَدُّ عَلٰى فُقَرَاءِ مَن أَخذت من أغنيائهم۔ 'فتح البارى: ۳۵۷/۳'

اس سے یہ بات مترشح ہے کہ مقامی حق داروں کا خیال نہ رکھنا حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے۔ لہٰذا جہادی مہم کے علمبرداروں کے لیے ضروری ہے کہ غیروں کے استحقاقات کو بھی نظر میں رکھیں۔ اصل یہ ہے کہ ہر جگہ مقامی بیت المال قائم کیا جائے اور مستحقین کا اندراج کیا جائے۔ پھر ہر صاحب حاجت کا خیال رکھا جائے۔ مقامی ضروریات کے علاوہ جہادی مہم میں بھی بھرپور حصہ لینا چاہیے۔

مسلمانوں کی جہادی تنظیموں کے ذمہ داران پر فرض عائد ہوتا ہے کہ آپس میں متحد ہو کر

'وَاِنَّمَا الاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَرَائِهِ' (صحيح البخارى، بَابُ يُقَاتَلُ مِن وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ، رقم: ۲۹۵۷) کا نقشہ پیش کریں بصورتِ دیگر صحیح نتائج کی توقع کرنا عبث ہے۔ افغانستان کی واضح مثال اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ صالح' قیادت کے فقدان کی وجہ سے فوائد وثمرات کا حصول مشکل امر بنا ہوا ہے۔ لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

نیز امراء جہاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے میں اللہ کے ہاں جوابدہی کا احساس پیدا کریں کہ ہم نے عدالتِ عالیہ الٰہیہ میں پائی پائی کا حساب دینا ہے۔ اس وقت کی آمد سے قبل قوم کو بھی اعتماد میں لینا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال سے حساب لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لوگ سر محفل حساب پوچھا کرتے تھے۔ کتاب الاموال اور کتاب الخراج ابویوسف میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کے عہد میں جہاد کے عام مالی موارد مالِ فیٔ، خراج، مال غنیمت وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ 'جُعِلَ رِزقِي تَحتَ ظِلِّ رُمحِي' (صحيح البخارى، بَابُ مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ، قبل الحديث: ۲۹۱۴) بوقت ضرورت عمومی صدقہ مصرف ''فی سبیل اللہ'' کے ضمن میں مالِ زکوٰۃ وغیرہ بھی شامل ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی]

جلد:3،کتاب الصوم:صفحہ:332

محدث فتویٰ